Registered   L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۱)　　مطبوعہ ۱۳-اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء بروز جمعہ　　جلد (۳۳)

گلدستۂ اخبار

ایک معتبر جاپانی افسر کی زبانی جاپان کا کل قرضہ ۱۹۲ ملین سے کچھ زیادہ ہے۔ کیوبوے۔ زواقعہ وسطی افریقہ میں بھی پلیگ پھوٹ نکلا ہے جس سے بہت سی موتیں وقوع میں آتی ہیں۔ دی نیو امپیریل گزیٹیر آف انڈیا کی جلد اب زیر طبع ہے اور اس سال کے آخر تک چھبیس جلدوں میں شائع ہو جائیگی اسکی قیمت بہ پیشگی ستر روپیہ ہوگی کلکتہ میں ٹریبوئے کمپنی کے کارخانہ میں کو جاپانوں اور دیگر ملازموں نے اتفاق کر کے کام چھوڑ دیا ہے۔ انکے عوض میں ٹریبوئے کمپنی نے اپنے کارخانہ کے کل ملازموں کو کو جپانی پر لگا دیا ہے۔ ٹوکیو کی پریوی کونسل نے صلح کے عہدنامہ پر مہر کر دی ہے۔ پیرس میں خبر ہے کہ بنکر لوگ فرانس جرمنی۔ برطانیہ اور امریکہ میں روس کے لئے ۴ فیصدی سود پر ۲۰۰ ملین قرضہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پورٹ سعید میں ۶۲ جہاز تجارتی نہر کے افتتاح کے منتظر موجود ہیں۔ ابیسینا کی ایک تجارتی کمشن شہنشاہ مینلک کیطرف سے خطوط لیکر فلاڈلفیہ کو جا رہی ہے۔ ۱۴ر اکتوبر کی خبر ہے کہ کل گورنمنٹ آف انڈیا پریس سے ۶ سو کمپازیٹروں نے پھر کام چھوڑ دیا ہے وجہ اسکی یہہ بیان کی جاتی کہ ۵ اعی لوگوں کو جو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا تھا۔ بیرن ایڈمون شیمر کے مشر پٹیر بار بیل اور ایک اور ایسے ہی افسر کی لاش مل گیا۔

بڑی ہوئی پائی گئی۔ انکی ہلاکت کی وجہ اور ذریعہ معلوم نہیں۔ ملا سعید اکبر جو ۱۸۹۷ء کے باغی فرقوں کا سرغنہ تھا اب پھر کوشش کر رہا ہے کہ افریدیوں کو اپنے قبضے میں کرے اور انکا بادشاہ بنجاوے۔ اس مقصد سے اس نے کئی ایک ہیڈکوارٹر بنا رکھے ہیں خصوصاً کوکھاٹ کی سرحد سے پرے اور اک زئی میں اسکے کئی ایک ہیڈکوارٹر ہیں اور اکثر وہ تیراہ میں گشت کرتا پھرتا ہے اور کابل تک گذر گیا ہے تاکہ اپنے مقصد بر آری کے لئے لوگوں کو فراہم کرے۔ کئی ایک فرقوں کے سردار اس کی طرف ہو گئے ہیں مگر خاص خاص ملکوں نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ برلن میں برقی کارخانوں کے پچاس ہزار ملازموں نے کارخانوں کی ملازمت چھوڑ دی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ انکی تعداد غالباً ایک لاکھ بیس ہزار کو پہنچ جائیگی۔ اور یہہ تعداد کل آبادی کا بیسواں حصہ ہے۔ اس پر یمیر کاونٹ اوکوما نے ٹوکیو کے درمیان اثناء تقریر میں کہا کہ اب جاپانی قرضہ ۲۵۰ ملین ہے اور اسکا سود پچاس ملین۔ روس نے حکم نافذ کیا ہے کہ جہازوں کے جو افسران موجودہ نئی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل نہیں ہیں وہ اپنے کام سے علیحدہ ہو جاویں۔ اسوقت پورٹ سعید اور سویز میں ۷۲ سٹیمر ہیں جنمیں ۱۹ ڈاک کے جہاز بھی ہیں۔ ڈاکٹر بیہرنگ نے ایک بڑی بھاری کانفرس میں جو مرض سل کے متعلق پیرس میں فراہم ہوئی ہے یہہ کہا میں نے مرض سل کا ایک نیا علاج دریافت کر لیا ہے۔ ہسپانیہ نے ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہفتم کو کرنل آف دی ایٹھتھ سپانش رجمنٹ کا خطاب دیا ہے۔

جاپانی گورنمنٹ کی دعوت پر آرمسٹرانگ کے کارخانہ نے ہیروشیما کے نزدیک جہاز سازی کے کارخانہ کی ایک شاخ کھولی ہے۔ کلکتہ کے گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس کے ہرکاروں نے اس امر کی دھمکی دی ہے کہ اگر نئی وردیوں کے استعمال پر زور دیا جاویگا تو ہم کل ہی ملازمت سے دست بردار ہو جاینگے۔ ایسٹ انڈیا ریلوے پر چار ہزار ریلوے شیشن گارڈوں نے جو اسنسول اور دیناپور میں متعین ہیں کام چھوڑ دیا ہے اسوجہ سے کہ اوور ٹائم کے عوض میں میل کے حساب سے انکو بھتہ ملنے کا انتظام کیا ہے۔ گارڈ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس سے ہمارا بہت ہی نقصان ہوگا۔ الہ آباد میں بھی اسی قسم کی تشویش کی خبر ہے۔ دو ہزار گارڈوں نے کام سے ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ ۵ر اکتوبر کو گارڈ گمین صاحب جو گارڈ یونین کے پریزیڈنٹ ہیں تار دیتے ہیں کہ ایسٹ انڈیا ریلوے پر اسنسول۔ دیناپور گیا اور صاحب گنج میں گارڈوں نے کام چھوڑ دیا ہے۔ ضلع ہزارہ میں ہیضہ کا زور ہے۔ ہر محلہ میں ۶-۷ آدمی مر جاتے ہیں۔ جام پور ضلع ڈیرہ غازیخان میں دو دفعہ سخت زلزلہ آیا مگر سب طرح سے خیر گذری۔ نقصان کچھ نہیں ہوا۔ ۲۲ ستمبر کو سہ پہر کے وقت پشاور کے گرد و نواح علاقوں میں ایسی سخت آندھی آئی کہ بڑے بڑے تناور درخت گر پڑے اور فصل خریف بھی خستہ خراب ہو گئی پانچ منٹ بعد شدت کی بارش ہوئی جسمیں چنے کے دانہ کے برابر اولے پڑے۔ شمالی وزیرستان میں ایک فوجی افسر اور اس کے چھہ سواروں پر لٹیروں نے حملہ کیا اور دو سپاہی مقتول اور دو زخمی ہوئے۔ تین بندوقیں چھین گئیں مخالف گروہ میں سے ایک آدمی مارا اور ایک گرفتار ہوا۔

ایڈیٹوریل نوٹس

سودیشی وستو تحریک۔ اخبارات کے مطالعین کو گویا کل ہندوستان کی پبلک کو بخوبی معلوم ہے کہ آجکل بنگال میں غیر ممالک کی ساختہ اشیاء کے خلاف جو تحریکیں ہو رہی ہیں وہ تمام ہند میں بڑے زور شور سے پھیل رہی ہے۔ اخبارات کے کالم کے کالم سیاہ ہو رہے ہیں۔ کوئی اِس تحریک کو حب الوطنی قرار دیتا ہے اور کوئی بغاوت سے تعبیر کرتا ہے۔ ہمیں اِس سے انکار نہیں کہ اپنے دیس کی تجارتی اشیاء کو ترقی دینی اور اُنکو عزت کی نگاہوں سے دیکھنا اور اُنکی ترویج میں جدوجہد کرنی اچھی نہیں یا یہہ تحریک فائدہ سے خالی نہیں۔ مگر ہاں اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ جو وطیرہ اُسکی تعمیل کا بنگال میں اختیار کیا گیا ہے وہ دراصل حب الوطنی کا قاتل اور اپنے قومی اور ملکی اعتبار کا زایل ہے۔ اگرچہ ہمارے پنجاب میں بھی یہہ تحریک جا بجا ہے تو بھی پنجاب نے اِس پالیسی کی تقلید ابھی تک نہیں کی جسپر بنگال میں عملدرآمد ہو رہا ہے۔ ہاں گذشتہ ماہ میں لاہور کے درمیان ایسے چار جلسے ہوئے جنمیں غیر ممالک کی ساختہ اشیاء کے خلاف لکچر دیئے اور پلیجوں پر دستخط کئے گئے اور سودیشی ٹینوں اور ٹوپیوں کو پاؤں تلے بڑے بےعزتی سے پھینکا اور لتاڑا گیا۔ اگرچہ ان جلسوں میں اُسی پالیسی کے آثار نظر آتے ہیں جسپر بنگال عمل کر رہا ہے تو بھی عموماً پنجاب ابھی امن کی پالیسی پر زیادہ کاربند ہے گو ایسے جلسوں سے جنمیں صرف طلباء ہی کا جوش ظہور میں آتا ہے۔ باقی دانا اور تعلیم یافتہ لوگ صرف لکچروں پر زور دیتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مبادا کسی وقت بنگال والی پالیسی یہاں بھی نہ پھوٹ پڑے۔ ای پنجابی بھائیو خبردار رہو کہیں اپنا نام بھی باغیوں میں نہ لکھوا لینا۔ ہماری صلاح ہے کہ اِس تحریک پر خود سرکار عالی تبار سے ملکر تجویز اور عمل کریں۔ ہماری رعیدار منصف رعایا پرور گورنمنٹ کا بھی یہی منشا معلوم ہوتا ہے کہ ہند کی صنعت و حرفت کو ترقی دیجائے۔ یہہ ایک حقیقت ہے جو اس امر سے پایۂ ثبوت کو پہنچ رہی ہے کہ خود گورنمنٹ نے ٹیکنیکل مدارس اور زراعتی کوالج قائم اور ملک کو اسمیں دلچسپی اور حصہ لینے اور اُن سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایک زبردست تحریک کر رہی اور ہمیشہ ہر قسم کی امداد سے اصل منشاء کو پورا کر رہی ہے۔ اِس قسم کی تعلیم پانے کے لئے طلباء کو انگلنڈ وغیرہ بیرونی ممالک میں جانیکی غرض سے وظایف معین کر دیئے ہیں اور ہر طرح سے اُنکی امداد و استعانت میں ساعی و کوشاں ہے مگر بنگال ایسی نامعقول اور ناجائز چال چلا کہ اپنے پیروں آپ کلہاڑا مار لیا۔ اور کل دنیا کے عوام و خواص کے مضحکہ و تنفر اور بدگمانی کا نشانہ بنگیا۔ یہہ حب الوطنی نہیں بلکہ سراسر گمراہی اور بغاوت ہے۔ جو کام دانائی اور پر اثر اور باعمل درسوں اور شائستی سے نکلتا ہے وہ ہٹے بازی سے ہرگز نہیں نکلسکتا دراصل بنگال نے اپنے جوہر دکھلا دیئے جنکی اُس سے کبھی توقع نہ تھی ؁

آریاپتر کا لاہور کی غلط فہمی۔ مسیحی اور عیسائی ناموں کے بارہمیں اِسی اخبار کا ایک آرٹیکل کلکتہ کے اخبار انڈین وٹنس میں ہماری نظروں سے گذرا جسمیں پادری وگرم صاحب کے مذکورہ بالا مضمون کی تائید کی گئی ہے اور اُسپر اپنا بھی حاشیہ چڑہایا ہے اور پادری صاحب موصوف کے آرٹیکل پر بشپ آف لاہور کی رائے اور تسلیم کا ایک فقرہ نقل کیا ہے نیز کولمبو کے بشپ صاحب کا حوالہ بھی دیا ہے۔ وہ حوالجات یہہ ہیں۔ بشپ آف لاہور فرماتے ہیں میں مسٹر وگرم کی تجویز کا بڑا بھاری حامی ہوں اور تہ دل سے خوش ہونگا اگر یہہ بالکل غلط اصطلاح (جیسا کہ میرا یقین ہے) "عیسائی" ہماری مسیحی اصطلاح سے بالکل نکالڈالا اور اُسکے بجائے لفظ مسیحی استعمال کیا جائے" فقرہ تحت الخط تشریح اور دلیل طلب ہے یہہ تو آریہ پتر کا پرچہ بھی روشن ہے کہ ہم عیسائی لوگ مسیح کو محض ایک راستباز اور مقدس انسان ہی نہیں مانتے اور نہ ہی یہہ تعلیم انجیل میں ہے بلکہ ہم تو اُسکو خدا کا کلمہ یا شبد اور خدا کا بیٹا جانتے اور سمجھتے ہیں جو انسان کے گناہوں کے لئے مجسم ہوا تھا اور جس نے جسم میں ہو کر جس کا نام یسوع تھا دکھ سہا۔ اس صورت میں عیسائی مذہب کسی شخص کا مذہب نہیں ہے بلکہ اُس کلمہ یا شبد یا خدا ہی کا مذہب ہے۔ نیز انجیل میں اِسی نام کی خاص شہادت موجود ہے صاف لکھا ہے کہ کسی دوسرے سے نجات نہیں۔ کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس سے ہم نجات پا سکیں" (اعمال ۴: ۱۲)۔ "خدا ایک ہے اور خدا اور آدمیوں کے درمیان ایک آدمی بھی درمیانی ہے۔ وہ مسیح یسوع ہے" (۱ تمطاوس ۲: ۵) اور یہی نام ہے جس کی منادی اور جس کے نام سے معجزات رسول کرتے رہے نام یسوع مسیح۔ یہی مذہب کی جان ہے اگر یہہ نام نکال دیا جائے تو وہ کام جو اُس نے کئے کس طرح سے مانیں جا سکتے ہیں؟ کس طرح اس کام پر ایمان لاویں جو اُس نے ہماری نجات کے لئے کیا؟ دراصل اسلام بھی نام ہی پر مبنی ہے کلمہ جس کے پڑھنے کے ذریعے سے مطابق اُن کے اعتقاد کے انسان مسلمان ہے اور نجات پا سکتا ہے اِس میں خدا کے ساتھ محمد صاحب کا نام ہے۔ اگر مسلمان مذہب سے محمد صاحب کا نام قطعاً نکال ڈالا جائے تو پھر باقی کیا رہجاتا ہے؟ یہہ ناممکن امر ہے۔ وید اگر کسی کے نام کے نہیں ہے تو "وید جاننا۔ سائنس" کس نے دیدئے۔ اگر خدا نے دیئے تو وہ بھی رشیوں ہی کے وسیلے ہیں۔ نہیں بلکہ خود اُنکی تصنیف ہے۔ وید مذہب دراصل رشیوں کی ایجاد ہے ہم اس پر زیادہ لکھنا نہیں چاہتے صرف کسی مہاتما کے اِس مقولے پر ختم کرتے ہیں کہ "نام بنا مانس مرتنگ کی لونتھا" ؁

کابل میں نئی چھاؤنی قائم ہونے والی ہے ؁

تذکرۃ الحکماء یونانی

ڈایوجینس لائیرٹیس (۲ ۔ صفحہ ۴۳ فصل) کہتا ہے کہ سقراط کی وفات کے بعد اہل آتھینے نے اپنی اس بدکرداری سے فوراً توبہ کی اور تمام بازار اور اکھاڑے بند کر دیئے اور اُسکے مدعیوں کو جلاوطن کر دیا اور ملیتس کو مروا ڈالا۔ انوٹس شہر آتھینے چھوڑ کر چلا گیا۔ اور جس دن وہ شہر ہیرا کلیا گو گیا اُسی دن وہاں کے باشندوں نے اُسکو اپنے شہر سے جلاوطن کر دیا۔ مگر انہوں نے سقراط کا ایک برنجی بت بنا کر اُس مقام میں رکھدیا جہاں اہل آتھینے کی مقدس چیزیں رکھی رہتی تھیں۔ مگر گروٹ صاحب اپنی تاریخ یونان کی چھٹی جلد کے صفحہ ۱۹۳ میں کہتے ہیں کہ "میں نہیں جانتا کہ یہہ بیان کس سند پر مبنی ہے۔ اور میں اس پر بالکل یقین نہیں کرتا۔ زینوفن کی یادگار سے بہر نہج تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جس وقت اسکی یہہ تصنیف قلمبند ہوئی تھی اُس وقت بھی سقراط کی یاد آتھینے میں ناگوار ہوئی تھی۔ افلاطون نے بھی اپنے استاد کی وفات کے بعد ہی فوراً آتھینے کو چھوڑ دیا تھا۔ اور کچھہ عرصہ تک وہاں سے غیر حاضر رہا۔ میری دانست میں اور طرح سے بھی یہہ خیال گذرتا ہے کہ آتھینوی خیال میں ایسی کوئی حرکت واقع نہوئی جس کا ذکر ڈایوڈورس کرتا ہے اور اس خیال کی تائید اُس طریقہ سے بھی ہو سکتی ہے جس میں کہ نصف صدی کے بعد فصیح آیسخینس فتوے کا ذکر کرتا ہے۔ میں اس بات کے یقین کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ آتھینوی منصفوں نے جنھوں نے اپنے آپکو سقراط پر بموجب اُسی کی تقریر کے، فتوے دینے میں راست بلکہ راست سے بھی بڑھکر سمجھا اُسکی موت کے بعد اپنے اس خیال کو ناواجب تصور کیا"۔

سقراط بڑا قابل اور ترغیب دہ شخص تھا۔ اُسکی تقریر اور گفتگو میں اس قدر طاقت تھی کہ وہ جسے چاہتا تھا کسی بات کیطرف بآسانی لگا دیتا تھا۔ علم کے مضمون تھیٹیٹس کے ساتھہ گفتگو کرتے ہوئے اُس نے اُسکو ناامید کر کے اس کی طرف سے ہٹا دیا جیسے کہ افلاطون کے اُس مکالمہ سے معلوم ہوتا ہے جو تھیٹیٹس کے نام سے مشہور ہے۔ اور یوتھوفرون کے ساتھہ گفتگو کرتے ہوئے جس نے کہ اپنے والد پر خون کا مقدمہ چلانا شروع کیا تھا اُسکو اُس کے اس ارادے سے روک دیا جیسا کہ مکالمہ "یوتھوفرون" سے ثابت ہے۔ اور لوسیاس کو ترغیب اور نصیحت دیکر زیادہ صاحب اخلاق بنا دیا۔ (دیکھو مکالمہ لوسیاس)۔ اور جب اُس کا بڑا بیٹا لمپروکلس کسی بات پر اپنی والدہ سے ناراض ہو گیا تو اُس نے موجودہ حالات سے دلایل لاکر اُسکو نرم اور حلیم کر دیا (یادگار سقراط ۲ کتاب ۲ : ۱ وغیرہ) اور افلاطون کے بھائی گلاوکن کو جو ملکی معاملات میں دست اندازی کی خواہش رکھتا تھا۔ اس پر یہہ ظاہر کر کے ترغیب دی کہ اس ارادے سے باز آجا کیونکہ تجھے ایسے معاملات میں تجربہ نہیں۔ اور اُسکو اس ارادے سے باز رکھا۔ (یادگار سقراط ۳ کتاب ۷ باب) خارمیڈس کو اُس نے یہہ ترغیب دی کہ تو تمدنی معاملات کے لئے اپنے آپکو تصدیق کر دے کیونکہ تو ایسے کام کی لیاقت رکھتا ہے (ایضاً ۳ ۔ ۶ ۔ ۷ : ۱ وغیرہ)۔

علاوہ اس پُراثر اور زبردست طاقت کے اس میں حلم اور بردباری کی ایک بڑی بھاری اور افضل صفت تھی۔ جیسا کہ افلاطون کے معذرت نامہ سے اظہر ہے۔ کہتے ہیں کہ جب اُسکی بیوی ختنپیے نے اُس کے ساتھہ جھگڑے اور سخت کلامی کرتے ہوئے اُسپر برتنوں کا دھوون پھینک دیا تو اُس نے کہا "کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ ختنپیے اب گرج رہی ہے اور جلدی برس پڑیگی"۔ الکیبیاڈیس نے ایک دفعہ اُسے کہا کہ "ختنپیے کا مزاج بڑا ناقابل برداشت ہے"۔ سقراط نے اُس کے جواب میں کہا۔ "میں اُسکو ایسا سمجھا کرتا ہوں گویا کہ میں ہمیشہ گراری کی آواز سنتا ہوں۔ اور تم خود بھی تو راج ہنسوں کی گھیں گھیں کی برداشت کرتے ہو"۔ اسپر الکیبیاڈیس نے اُسکو جواب دیا کہ "ہاں وہ تو میرے لئے انڈے بچے دیتی ہیں"۔ سقراط نے کہا "اور ختنپیے میرے لئے بچے جنتی ہے"۔ ایک دفعہ ختنپیے بازار ہی میں اُس کے گلے کا ہار ہو گئی اور اُس کے اوپر کا چوغہ پھاڑ دیا۔ سقراط کے دوستوں نے اُسکو صلاح دی کہ اس کو ہاتھہ سے پرے کر چھوڑو۔ سقراط نے کہا "زیوس کی قسم ہے! کہ جب تم ہم لگا ہو جاوینگے تو تم کہوگے۔ شاباش سقراط! شاباش ختنپیے!" وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ آدمی کو گردنکش عورت کے ساتھہ یوں رہنا چاہئے جیسے کہ تند خو گھوڑوں کے ساتھہ اُس کے درست کرنے والے رہتے ہیں۔ اور اُس نے کہا کہ "جب وہ ایک دفعہ انپر قابض ہو جاتے ہیں تو وہ بآسانی اور گھوڑوں کا انتظام بھی کر لیتے ہیں۔ اسی طرح میں بھی ختنپیے کا انتظام کر کے خواہ کوئی ہو اُس کے ساتھہ بآسانی رہ سکتا ہوں"۔ (ڈایوجینس ۲ ۔ صفحہ ۳۶) ۔

مستقل مزاج ایسا تھا کہ جب کریٹیاس نے اُسکو بھیجا کہ سلامیس سے لیون کو لے آوے تاکہ وہ قتل کیا جاوے تو چونکہ تیسوں کا یہہ حکم ناجائز تھا اس لئے وہ اپنی بات پر اڑا رہا اور ایسی غیر واجب اور خلاف قانون بات کی نافرمانبرداری کر کے اپنے گھر کو چلا گیا (معذرت نامہ ۳۲ ج) اور جب جنگ ارگینوسے کے بعد میدان آتھینے فراہم ہوئے کہ دس افسرون کو جنکا ذکر ہم پیچھے کر آئے ہیں، خلاف قانون قتل کر ڈالیں تو اُس اکیلے ہی نے بے دھڑک اُنکی بریت کا ووٹ دیا (ایضاً ۳۲ ب)۔ اور جب اُس کے اختیار میں تھا کہ قید سے نکلکر بھاگ جاوے تو وہ بڑے استقلال اور دیانت داری سے قید خانہ میں رہا اور فرار نہوا بلکہ بڑی نرمی اور سنجیدگی سے ملامت کی اور اُنکو جو اُسکی موت کے وقت رو پیٹ رہے تھے بڑی عالی حوصلگی سے خاموش کرایا

اور بڑے استقلال اور اطمینان سے زہر کا پیالہ پیا اور سو گیا۔ جیسا کہ ہمنے ابھی ذکر کیا ؛

مراسلات

نمبر (۹)

خاندانی عبادت کے فرائض

اے خداوند ان قوموں پر جو تجھے نہیں جانتیں ان گھرانوں پر جو تیرا نام نہیں لیتے اپنا قہر انڈیل دے (یرمیاہ ۱۰ ⁄ ۲۵) ؛

خاندان دنیا میں سب سے پرانا مدرسہ ہے یہی اکیلا آدمی کی پیدائش سے لیکر زمانہ حال تک بلا توقف جاری رہا ہے ہر قسم کی مجلسوں اور دینی اور دنیوی حکومتوں کا آغاز بہت پیچھے ہوا ہے وہ سب خاندان ہی سے برپا ہوئے ہیں۔ جہانتک کہ وہ اصل اور درست ہیں انکی ہستی اور کامیابی خاندانی تعلقات کے سبب سے ہی ؛

خاندانی خیال پر مجلس اور حکومت کی بنیاد قائم ہے انکا خاص کونے کا پتھر بھی ہے۔ خاندان کو موقوف کرو تو مجلس بھی موقوف ہو جائیگی خاندان کے موقوف کرنے سے حکومت بھی جاتی رہیگی۔ جسطرح سے کہ مجلس محض کئی ایک شخص کا مجموعہ ہے اسی طرح حکومت بھی خاندانوں کا مجمع ہے ؛

بیاہ اور طلاق کے تمام بُرے خیالات اور زیادہ بُرے دستورات جو آجکل ایسے مروج ہیں خاص خاص باتوں میں خاندان اور اُس کے ذریعہ ملکی حکومت برباد کرتے ہیں۔ اُنکا رواج خاندان کے بگاڑ کا سبب ہے اور خاندان کا بگاڑ سوسائٹی ملک اور حقیقی اخلاق کی بربادی کا باعث ہے۔ کیونکہ نیک اور اخلاقی تعلیم کی اصل خاندان ہی سے ہے وہ مدرسہ جو آدمی کی ابتدائی بیگناہی کی حالت سے چلا آتا ہے اور سوسائٹی اور ملک کے لئے نہایت ضروری ہے۔ سچے دین اور مسیح کی کلیسیا کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھتا ہے خاندان تاثیر کے چشموں کا مخرج ہے۔ جو دنیا کو برکت یا لعنت کے لئے سیراب کرتے ہیں کلیسیا مدرسہ ہونے کے لحاظ سے زمین کا نمک ہے اور خاندان کلیسیا کا۔ اسی سبب سے کلیسیا محفوظ رہتی ہے اور بعضے اس بات کو بلا توقف مانگر کہ ہر شخص کو خدا کا نام لینا اور پوشیدہ دعائیں مانگنا ضرور ہے میں زور دینا چاہتا ہوں کہ ہر ایک خاندان کو خاندان ہونیکی حیثیت میں خدا کا نام لینا چاہیئے ؛

ہر ایک خاندان میں ایک خاندانی عبادتگاہ ہونی چاہیئے اور اُس کے سبب مفصلہ ذیل ہیں ؛

(۱) بائبل یہی تعلیم دیتی ہے۔

سند کی آیت میں کسی طرح کا شک نہیں ہو سکتا کہ خدا کا نام لینے کا مطلب دعا مانگنے کا ہے دعا اصالتہً لفظوں سے ظاہر ہوتی ہے خواہ وہ بولی جائے یا نہ بولی جائے۔ بولے ہوئے الفاظ ایک شخص کی دلی سنجیدہ خواہش کے اصلی اظہار ہیں اور بیشک وہ ایسے ہی ہیں جبکہ کئی ایک اشخاص کی دلی خواہشیں مُشترک ہو کر نکلتی ہیں۔ پس خداوند کا نام پکارنے کا یہی مطلب ہے جو خاندانی دعا کا ہے خدا کا تھم نبی یہ التجا جو ہماری سند کی آیت میں ہے ہرگز نہ کرتا اگر یہ بات سچ نہ ہوتی کہ خدا ہر ایک خاندان سے طلب کرتا ہے کہ وہ اسکا نام لیوے یعنی خاندانی دعا کرے۔ خاندان کے علیحدہ علیحدہ شرکا خدا کا نام پکاریں لیکن اگر کل خاندان مگر خاندان کی حیثیت میں ایسا نکرے تو اسکا ہر ایک شریک اپنے آپکو خدا کے غضب میں لاتا ہے ؛

قدیم بزرگانہ دستور کے بموجب باپ یا سر خاندان خاندان کا کاہن ہوتا تھا اور اسکی عوض قربانی گذرانتا تھا۔ خدا کے حضور میں حاضر ہونے کے لئے وہی خاندان کا وکیل تھا۔ اب ہمارے اور خدا کے درمیان کھڑا ہونے کے لئے کوئی کاہن نہیں ہے سوا ہمارے بزرگ سردار کاہن مسیح کے لیکن ہمیں خدا کا کلام سکھانے اور عبادت میں ہمارے رہنمائی کرنے کے لئے ہمارے پاس استاد ہیں۔ سر خاندان کل شرکا کا خادم الدین ہے۔ ان دنوں میں ہم بائبل کے خیال پر جو گھر کی کلیسیا کی نسبت ہے بہت کم زور دیتے ہیں۔ پولوس حواری ایسی کلیسیاؤں کا اکثر یوں ذکر کرتا ہے۔ کہ تیرے گھر کی کلیسیا یا وہ کلیسیا جو اُن کے گھر میں ہے" ؛

چاہیئے کہ ہر ایک خاندان خود ایک چھوٹی کلیسیا ہو۔ اور بیشک سر خاندان اس چھوٹی کلیسیا کا سردار ہو جبکہ مسیحی کلیسیا قائم کی گئی تو کل خاندان نے رسولوں کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا اور یہ توقع کی گئی کہ ان خاندانوں کے بچے مسیحی زندگی میں بڑھیں مگر بغیر ترتیب کے نہیں اسی لئے خاندانی عبادت کی ضرورت ہوئی ؛

جبکہ خدا نے بنی اسرائیل کو شریعت دی تو اُس نے خاص طور پر انہیں تاکید کی کہ ان باتوں کو اپنے بچوں کو سکھلائیں "تو ان باتوں کو بڑی کوشش کے ساتھ اپنے بچوں کو سکھلا جب تو اپنے گھر میں یا راہ میں چلتا ہو یا لیٹا ہو یا اُٹھا ہو تو انہیں کا تذکرہ کر" تم اپنے بچوں کو حکم کرو کہ اس شریعت کی تمام باتوں کو مانیں۔ کیا یہ باتیں اُن خاندانوں میں جہاں خاندانی عبادت گاہ نہیں مانی جاتی ہیں ؟ شاید کبھی کبھی تو ایسا ہوتا ہے لیکن برابر باقاعدہ طور پر نہیں ؛

خاندانی عبادت میں خدا کے کلام کا پڑھنا انہیں ضروریات کو رفع کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور اگرچہ کوئی دعا روز کی آواز سے نہ مانگی جائے تاہم خاندان میں بائبل کا پڑھنا ضرور ہے۔ خاندانی دعا میں غفلت کرنا اِس بات کے لئے عذر نہیں ہو سکتا کہ خدا کا کلام پڑھنے میں بھی غفلت کی جاوے ؛

وفاتِ پُر ملال

نہایت افسوس کی خبر ہے کہ ہمارے نہایت لائق و مہربان مسٹر ایڈورڈ جبریہا یا ہیڈ ماسٹر مشن ہائی سکول امرت سر ۴ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو اس جہان فانی سے بعارضہ تپ دق رحلت کر گئے۔ آپ ایک سچے مسیحی اور مضبوط رکن کلیسیا تھے۔ اس قدر محنتی و جفاکش تھے کہ رات و دن کتابوں کے مطالعہ میں مستغرق رہتے تھے۔ چنانچہ الیف اے اور بی۔ اے پرائیوٹ پاس کیا تھا۔ جب تک چرچ مشن کالج قائم رہا آپ انگریزی اور تواریخ کے کامیاب پروفیسر رہے۔ ۵ مارچ میں جب بابو منر صاحب نے پنشن لی تو آپ انکی جگہ باختیار ہیڈ ماسٹر مقرر کئے گئے لیکن افسوس صیاد دق نے اسی وقت سے اپنا ایسا دام پھیلایا کہ انکو اپنا شکار بنایا آخر کار گور تک پہنچایا۔ آپ ایک مہربان اور محنتی خاوند اور باپ تھے۔ عمر ۶۵ سال کی تھی خدا انکی نوجوان بیوی اور ۵ چھوٹے بچوں پر دست شفقت رکھے اور انکا حامی اور مددگار رہے۔

ناظرین اپنی دعاؤں میں انہیں نہ بھولیں ❊

راقم۔ اے۔ پی۔ از امرت سر

قطعۂ تاریخ وفاتِ جنابِ عصمت مآب مس کے صاحبہ مکرمہ مرحومہ

نتیجۂ فکر مرزا عبد اللہ بیگ مضطر دہلوی مدرس اول فارسی ڈفرن ہائی سکول لاہور

لیڈی ڈفرن سکول کی بانی
تھیں جو مس کے باقتضائے قضا
ہو کے بیمار رہ نورد ہوئیں
دارِ دنیا سے سوئے دار بقا
ترکیوں پردہ اپنے مدرسکی ❊ شغل اوقات تھیں جان و دل سے فدا
کی ترقی سکول نے ہر آن
طرفہ تر ایسا انتظام کیا۔

دارِ دنیا نہیں ہے واقع میں
ٹھیرنے رہنے کی جگہ اصلا
جو کوئی اس جہان میں آیا ہے
جانے والا ہے جانب عقبیٰ ۔
مر گیا ہو مگر وہ زندہ ہے
کر کے نیکی جو اس جہاں سے گیا
جب تلک یہہ سکول ہے قائم
نام زندہ رہے گا مس کے کا
کاروبار اُن کے تھے برائے خدا
تھیں وہ راضی برضئی مولا

سعی و علم و خرد مجسم تھیں
اُن کے نظم و نسق کا کیا کہنا
قدرداں و فہیم اور ذکی
اُن کو موصوف ہر صفت دیکھا
سال موت اُن کا پایا مضطر نے
انہیں وصفوں سے جو ہے جلوہ نما
غم سے بیدل ہوئے ہیں علم و فہم
خرد و سعی اور قدر و ذکا

سنہ ۱۹۰۵ء

بلجیم کے بادشاہ نے ایک کانگرس قائم کی ہے کہ ہر دو قطب کے سفر کی تیاری کے واسطے انتظام کیا جاوے انکا تمام خرچ شاہی خزانہ سے ہوگا ❊

گورنر جنرل راجپوتانہ کے ایجنٹ نے تار دی ہے کہ اگرچہ گذشتہ بارش سے بہت کچھ فائدہ ہوگیا ہے تاہم مشرقی اور وسطی اضلاع کی ابھی تک خطرناک حالت ہے ❊

مکرمی جناب اڈیٹر صاحب تسلیم

۱۵ اگست ۱۹۰۵ء کو خانن کی بستی سے چلکر ہم لوگ پانچ بجے کے قریب ایک پہاڑی چٹان پر بیٹھ گئے۔ کیونکہ تمام دن چلتے چلتے تھک گئے تھے۔ اب ہم چاروں طرف پہاڑوں کو دیکھتے تھے۔ لیکن کوئی بستی نظر نہ آتی تھی۔ اسی سوچ میں شام پڑ گئی۔ اب حیران تھے کہ کیا کریں جس جگہ رات بسر کریں۔ پھر وہاں سے کوچ کر کے ایک میل راستہ طے کیا۔ دور سے ایک آدمی نظر آیا جو پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہوا تھا جو ہمارے ساتھ قلی تھے انہوں نے کہا اُس آدمی کی طرف چلیں اور اُس سے دریافت کریں کہ کوئی بستی نزدیک ہی یا نہیں۔ ہم سب اُس آدمی کی طرف روانہ ہوئے جب اُس کے پاس پہنچے اور حال دریافت کیا تو اُس نے کہا میں شکار کے لئے بیٹھا ہوں اُسکی شکل و شباہت سے معلوم ہوتا تھا کہ یہہ آدمی عیار اور چالاک ہے اور رہزنی اس کا پیشہ ہے۔ اُس آدمی نے اثنائے گفتگو میں بیان کیا کہ میں پانچ سال قید کاٹ چکا ہوں اب مجھہ کو کسی سرکار کا ڈر نہیں ہے کیونکہ میں غاروں میں زندگی بسر کرتا ہوں۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسافر اتفاقیہ اس پہاڑ سے گزرے تو یہہ آدمی اُن کو لوٹ لیتا ہے۔ زیادہ تفتیش کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اُس نے اپنی عورت کو قتل کیا ہوا ہے لیکن پوشیدہ راز ہے جب اسکو ہماری بابت معلوم ہوا کہ یہہ عیسائی ہیں اور جا بجا منادی کرتے ہیں تو اُس کے چہرہ پر دوسری حالت طاری ہوگئی خونی آنکھیں اور چہرہ سُرخ ہوگیا اُس نے کہا کہ میں آدمیوں کا شکار بھی کرتا ہوں جو کافر ہیں۔ ایک میل تک وہ ہمارے ساتھ چلا آیا۔ ایک بلوچ کا گھر ہمکو ملا جہاں رات وہاں گذاری جس زمین پر ہم سوئے وہ بھی ہمارے ساتھ ہی لیٹ گیا۔ لیکن ہمارا دل کانپتا تھا۔ اُس کے پاس بندوق بھری ہوئی تھی اور تلوار اور

چھرا بھی اُس کے ہمراہ تھا۔ اُس کی باتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ یہہ آدمی آج کی رات ہمکو ہلاک کر ڈالیگا۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے اور سونے کے واسطے تجویز کرنے لگے تو اُس نے کہا کہ عیسائیوں کو قتل کرنا بڑا ثواب ہے کیونکہ عیسائی کافر ہیں دو تین دفعہ اُس نے چھرا نکالا پھر رکھہ لیا۔ غرض کہ وہ اپنے دلمیں سوچ رہا تھا لیکن خدا تعالےٰ نے ہماری حفاظت کی۔ رات کے ١١ بجے کے قریب پھر اُس نے ایک بوڑہے مسافر کو کہا تو کلمہ پڑھ یہہ لوگ کرانی ہیں کلمہ نہیں پڑھتے جو کلمہ نہ پڑھے وہ کافر ہے۔ ہمارے ساتھہ جو قلی بلوچ تھے اُس آدمی کو بہت سمجھاتے رہے کہ تو بھی بلوچ ہے اور ہم بھی بلوچ ہیں اگر تو اُنکو نقصان پہنچائیگا تو ہم لوگ خراب ہونگے اور پکڑے جائینگے پھر اُس نے تلوار نکالی کلمہ پڑھکر پھر بند کر لی تمام رات ہم لوگ بے چین رہے اور جاگتے رہے۔ اسی بلوچ کی طرف ہماری ٹکٹکی بندھی رہی کہ کس وقت یہہ ہمکو مار ڈالیگا بالکل اندھیری رات تھی۔ خدا تعالیٰ نے ہمکو بچانے کے لئے اسکو گہری نیند دے دی۔ وہ سو گیا ہم جاگتے رہے۔ جس جگہ ہمنے رات گذاری دو طرف اونچے اونچے پہاڑ تھے اور ایک طرف بڑی پہاڑی غار تھی۔ کوئی راستہ بھاگنے کا بھی نظر نہ آتا تھا صبح کے پانچ بجے اُس نے طاقت کی دوائی مانگی اسی وقت دوائی اُسکو دی گئی پھر وہ روانہ ہو گیا ایک منٹ بھی ہمکو آرام نہ ملا اُس کے جانے کے بعد دلکو آرام ملا۔ پھر ہمکو زیادہ دریافت کا موقع ملا تو معلوم ہوا کہ یہہ شخص اشتہاری ہے۔ جنگلوں میں رہتا ہے ۰

راقم

خیر الدین ہاسپٹل اسسٹنٹ فورٹ منرو
ضلع ڈیرہ غازیخان

سینٹ پیٹرز برگ کی خبر ہے کہ جاپانیوں نے کلکتہ کا ٹریڈنگ کمپنی کا ایک جہاز خریدو بہرنگ کے قریب گرفتار کر لیا

جناب اڈیٹر صاحب سلام

براے مہربانی اپنے اخبار کے کسی پہلو میں مفصلہ ذیل چند سطور کو کوئی جاے رہائش دیجئے ۰

دردانگیز واقعہ (ذرا صبر سے پڑھئے)

مورخہ ٣ ماہ حال ١٩٠٥ء کو بابو شارت چندر سرکار ہیڈ ماسٹر ریاست چمبہ ہائی سکول بمقام لاہور صبح ٤ بجے اس جہان فانی سے کوچ کر کے بمقام جاودانی منتقل ہوے آپ کی زندگانی کا حال بڑا عجیب و غریب ہے۔ ١٨٩٥ء سے جب سے مجھہ کو کچھہ سمجھہ ہوئی۔ میں ہمیشہ اس مرحوم کے ساتھہ کھیل کود میں اور پڑھنے لکھنے میں زندگی بسر کرتا رہا۔ ١٨٩٦ء کے آخیر میں جب میرے والد کی امرتسر سے یعنے ایم۔ بی۔ ہائی سکول امرتسر سے تبدیلی ہوئی۔ اسوقت سے لیکر ١٨٩٨ء کے آخیر تک پھر ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ مرحوم کے والد مسٹر ایم ایم سرکار بھی امرتسر میں بورڈ ہائی سکول میں سائنس ماسٹر رہ چکے ہیں۔ اور یہہ ہی وجہ ہے۔ کہ میرے والد اور مسٹر سرکار جانی دوست تھے۔ اور دوستی انکی یہانتک بڑھ گئی تھی۔ کہ مرحوم مسٹر شارت سرکار اور بندہ اور بندہ کے تمام رشتہ دار ایک دوسرے کو بھائی کہکر بلایا کرتے تھو

شعر

مجھے آتا ہے رونا تیری تنہائی پہ اے تابان
نہ گل اپنا۔ نہ پھول اپنا نہ ہوا باغباں اپنا

١٨٩٨ء میں جب آپ سکاچ مشن سکول میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ تو آپ کو ایک مددگار یعنے سکینڈ ماسٹر کی ضرورت ہوئی بندہ اِس وقت مشن ہائی سکول پشاور کے ایک برانچ میں ملازم تھا۔ جب مین نے آپ کا اسم مبارک نور افشان کے ایک گوشہ میں دیکھا۔ میں اس وقت پھولا نہ سماسکا یعنے کلاس میں بیٹھے بیٹھے ماسٹر صاحب مرحوم کو ایک عرضی ارسال کی۔ نتیجہ اِس کے بھیجنے کا یہہ ہوا۔ کہ جناب ماسٹر صاحب مرحوم نے ریاست چمبہ سے سفر خرچ فوراً بھیجدیا اور بندہ کو پٹھانکوٹ سے چمبہ تک کا راستہ بتلا دیا۔ اور ہر ایک خطرہ سے آگاہ کر دیا۔ بندہ خطروں سے بچتا اور مصیبتوں کو جھیلتا ہوا۔ ریاست مرقومہ بالا میں پہنچا۔ اور چند مہینوں تک آپ کی خدمت میں رہکر موسم گرما بسر کرنے کیواسطے ڈلہوزی کے برانچ سکول میں ہیڈ ماسٹری کے عہدہ پر مقیم ہوا وہاں قریباً ٦ ماہ کے عرصہ تک رہا۔ لیکن ماسٹر صاحب مرحوم کے سچے مسیحی ہونے نے وہاں بھی اس عاجز کی خدمت کو نہ چھوڑا۔ شعر

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشان حالی و در ماندگی

جب کبھی ایک دن کی بھی رخصت ہوتی۔ تو چمبہ کو ڈلہوزی سے ١٧ میل کے قریب ہے۔ وہاں سے آپ کبھی تو پیدل اور کبھی سواری پر تشریف لے ہی آتے اور بندہ پر اپنی خوبیوں اور نیک خصلتوں کا اثر چھوڑ جاتے تھے۔ شعر

زمین پہ نور قمر کے گر ہیے صاف اظہار روشنی ہر
کہ جو ہیں روشن ضمیر انکا فروغ انکی فروتنی ہر

مورخہ ٤ ماہ حال کو میں یعنے عاجز دسہرے کی رخصتوں میں یہاں آیا۔ آج ٥ ماہ حال کو مجھکو یہہ خبر ملی۔ کہ مسٹر ایس۔ سی۔ سرکار عارضہ تھائیسس یعنے سل سے فوت ہوئے۔ کوئی ٦ ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ میں نے آپکو لاہور کے مشن احاطے میں مقیم پایا۔ اُسوقت بھی انکی حالت قابل ہمدردی تھی۔ یعنی میری کچھہ گفتگو اُن سے ہوئی جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ آپکو مدت سے بخار آتا ہے لیکن قاعدہ کی بات ہے کہ عالم شباب و جوانی میں طبیعت کے جوش کی وجہ سے اِن چھوٹی چھوٹی باتوں کا کچھہ خیال نہیں آتا آپ مشن سکول میں ڈیوٹی بجا لاکر عرصہ ایک سال سے مہاراجہ کے سٹیٹ ہائی سکول میں اُسی ریاست چمبہ میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوے تھے۔ مگر حیف اِس بے وفا زندگی پر۔ شعر

کیسا ہیبت ناک ہی ہر کلام تیرا اے اجل
کس قدر بد نام دیکھا نام تیرا اے اجل

آپ کی چھہ سالہ خدمت تواریخ ہند کے کسی واقعہ سے کم نہیں ہے۔ آپ نے چمبہ جیسی مسیحی کلیسا کو وہ رونق بخشی۔ جو شاید عرصہ ۳۰ سال تک بھی نہلی ہو سٹڈے سکول کی ذمہ واری۔ روحوں کی خدمت دل کو بڑی تسکین دیتی ہے۔ چمبہ جیسے علاقہ میں تعلیم کا پھیلانا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ کیونکہ اس علاقہ کے نوجوان بہت جلدی راجہ کے پاس نوکر ہو جاتے ہیں۔ اور تعلیم کی چنداں پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن عزیز ماسٹر صاحب چمبہ میں ہر دل عزیز تھے۔ ہمیشہ طالب علموں کو کرکٹ اور فٹ بال سے خوش کیا کرتے تھے۔ اور بندہ کو اپنے ہمراہ لیکر طالب علموں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ اے عزیز دوستو انکی الفت واشتیاق جو اہالیانِ چمبہ سے تھا کیا اس کا ثمرہ انکو نہیں ملیگا۔ بیشک اے مسیحی بھائیو آج کے دن وہ اس جہان فانی سے ڈیوٹی ختم کر کے پیارے دلارے یسوع کی خدمت میں حاضر ہے۔ جسکو ہم ان ڈیوی اور غبار آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے لیکن آسمانی کنعان میں ہم سب کی ملاقات ہوگی۔

آخر میں میری دعا سب مسیحی بھائیوں کے لئے ہے۔ کہ جس طرح یہہ ماسٹر صاحب فرائض کو پورا کر کے اور دنیا کو ایک طرف رکھکر دائمی مقام کو پہنچے ہیں اسی طرح ہم بھی اپنی ڈیوٹیوں کو پورا کر کے اس عزیز مسیح کی گود کے لئے تیار ہوں۔ ماسٹر صاحب مرحوم بستر مرگ پر یہہ گیت گایا کرتے تھے۔

جلد میرے دن گذرنے ہیں۔ میں سفر کرتا جاتا۔ میں اس خاکسار عرض کو ان الفاظ سے ختم کرتا ہوں جب چھوٹتا ہو خاص دل کا یار تو جانو ہیں کہ موت کے پار دیکھونگا اُس کو آخر کار باپ میری تیری مرضی ہو۔

الراقم
ایم این۔ بینرجی ٹیچر مشن ہائی سکول راولپنڈی حال مقیم گوجرانوالہ

یسوع مسیح فی الحقیقت مصلوب ہوئے اثبات از روئے قرآن و بائبل مقدس

مطبوعہ ۱۳ اگست ۱۹۰۵ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں مسیح کے مصلوب ہونے کی بابت دو مضمون میری نظر سے گذرے جن میں یہہ مذکور تھا کہ مسیح مصلوب نہیں ہوئے۔ چنانچہ میں اسوقت محمد حسین احمدی کے ساتھ مخاطب ہوکر گذارش کرتا ہوں کہ مغالطہ دہی آپ کے ورثہ میں ڈگری کرا کر آیا ہوا ہے۔ حالانکہ قرآن تو بار بار عیسائیوں کا اقبال دعویٰ پیش کرنا اور روایات سے انجیل کو مبرہ و منزہ قبول کرنا اور مسیح کو مصلوب رکھتا ہے۔ مگر احمدی صاحب اپنی بیجاحمیت و تعصب کے سبب ایسا مغالطہ دینے سے قرآن کو بھی جھوٹا کر رہے ہیں۔ آفرین آپکی حمیت پر۔

ذرا آپ قرآن و انجیل کا تو مقابلہ آپس میں کیجئے کہ یہہ مسیح کے حق میں کیا شہادت پیش کرتے ہیں۔ لوقا ۱۸ : ۳۱ آیت۔ اور سب جو نبیوں کی معرفت ابن آدم کے حق میں کہا گیا پورا ہوگا۔

سورہ عمران ۳ سیپارہ ”اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ“ ”وَمَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ“۔

ان دونوں آیتوں میں مسیح کے حق میں لفظ مُتَوَفِّیْکَ یا تَوَفَّیْتَنِیْ استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنے قرآن کے محاورے کے بموجب وفات دینے یا مارنے کے ہیں۔

انجیل متی ۲۷ : ۲۲ آیت پلاطس نے اُن سے کہا پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے میں کیا کروں اُن سبھوں نے اُسے کہا صلیب دے۔

”وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ“ یہی ایک آیت ہے کہ جس نے محمدیوں اور مرزائیوں کو خدشہ میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ مگر اصل میں اس آیت کا خاص مقصد مسیح مصلوب سے ہے۔ لوقا ۲۳ : ۴۶ آیت کہا اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھ میں سونپتا ہوں یہہ کہہ کے دم چھوڑا۔ ”وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا“۔

پس اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس نے اپنے تلمیذوں کے ساتھ کچھ عرصہ تک زندگی صرف کی صلیب دیا گیا۔ زندہ ہوا۔ آسمان پر صعود کیا۔

علاوہ ازیں مسیح کے حق میں وہ پیشگوئی جو ۲۲ ابجد اور ۵۳ باب یسعیاہ میں مذکور ہے جو انجیل لوقا ۱۸ : ۳۲ آیت میں مسطور ہے کہ مسیح دکھہ اٹھاویگا اور جی اٹھیگا چنانچہ انہیں کو مولف قرآن نے درج قرآن فرمایا ہے۔ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ۔ تو گویا وعدہ صلیب مسیح قبل از پیدائش اُس کے قرار پا چکا تھا۔ لہذا پورا ہونا اُس وعدہ موعودہ کا بموجب پیشگوئی مذکورہ کے واجب و انسب تھا۔ پھر حضرت پولوس رسول کا قول حق و راست ہے کہ ”مسیح مصلوب ہو اگر بعد اس کے پھر نہ مریگا“۔

اب عبدالواحد کا یہہ کندہ ناتراشیدہ ڈھکوسلا جو پیسہ اخبار میں بے سُری الاپتے ہیں کہ حضرت مسیح مصلوب ہوئے یا نہیں؟ کہاں گیا جن کا یہہ دعویٰ تھا کہ صلیب بردار شمعون ہی صلیب پر کھینچا گیا بالکل پوچ و لچر ثابت ہوا۔ دیکھو انجیل یوحنا ۱۹ باب ۲۵ و ۲۶ آیات دفعتہ یسوع کی صلیب پاس اُسکی ماں اور اُسکی ماں

کی ہمشیرہ مریم "پھر یسوع نے اپنی ماں کو اور اُس شاگرد کو جسے وہ پیار کرتا تھا پاس کھڑے ہوئے دیکھکر اپنی ماں کو کہا اے عورت دیکھ یہہ تیرا بیٹا پھر اُس نے اُس شاگرد کو کہا دیکھ یہہ تیری ماں" زرفِ نگاہ سے غور کیجئے کہ خدا کا برا صلیب پر لٹکا ہوا ہے ہاتھ پاؤں میں کیلیں جڑی ہوئی ہیں کیسے بھاری صدمے میں گرفتار ہے لیکن ماں کی محبت کو نہیں بھولتا بلکہ اُس کا بندوبست کرتا ہے اور اپنے پیارے شاگرد کو کہتا ہے دیکھ تیری ماں۔ پس سوال لازم ہے کہ کیا ماں نے بھی اُسکو صلیب پر نہ پہنچایا اور نہ اُس تلمیذ نے جسکو وہ پیار کرتا؟ دروغ گو تم بروئے تو۔

پھر دیکھئے خداوند نے عجز و فروتنی کو حدِ کمال تک پہنچایا چنانچہ مکفروں کے ہاتھ سے جو کچھ ایذائیں پہنچیں تہیں برداشت کیا حتی کہ صلیب پر لٹکایا گیا۔ وہ پھر بھی یہی کہتا تھا کہ "اے باپ تو انہیں بخش دے کیونکہ وہ یہہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔ پھر اُس کا جسم مردہ ہوا اور جمعہ کی شام تک صلیب پر لٹکتا رہا پھر اُسے اُتار کر دفن کیا اور اتوار کی صبح تک قبر میں رہا پھر اپنی قدرت سے اُسی دن زندہ ہو گیا۔

پھر انجیل یوحنا ۲۳ باب ۳۹ و ۴۰ آیات کو بغور پڑھیں کہ۔ نقودیمس جو بنی اسرائیل کا معلم تھا اُس نے یوسف ارمتیا کے ساتھ شامل ہو کر یسوع کی نعش کو مدفون کیا یہہ جو شرع کا معلم تھا اور مسیح کو اچھی طرح سے جانتا اور مانتا تھا بلکہ مسیح کے پاس وہ پہلے بھی آیا تھا دیکھو یوحنا ۳ باب۔

پھر کس طرح سے وہ دیدہ و دانستہ غلطی کھا سکتا تھا۔ اگر شمعون مصلوب ہوتا تو وہ ہرگز اُس کی لاش کو نہ چھوتا بلکہ برعکس اس کے وہ فوراً مشہور کرتا کہ یہودیوں نے شمعون کو صلیب دیا ہے۔ لیکن اُس نے خداوند کو مردہ پا کر دفن کیا اور بیش قیمت مصالحہ وغیرہ اُسکی لاش پر خرچ کیا۔

عبدالواحد کے افترا پر حیف صد حیف حاجی ہو کر لوگوں کو دھوکا دینا۔ اب یہہ وہ زمانہ نہیں ہے کہ محمدیت کی تلوار چلے یہہ زمانہ روشنی کا ہے۔ شعر: تو اے طفلِ ناپختہ و خام را۔ مزن پنجہ با شیر جنگ آزما۔

مرزائیوں کا خبط

ناظرین پر ہویدا ہو کہ ہم نہیں جانتے کہ مرزائیوں کو کیا خبط سمایا ہے۔ دراصل بات تو یہہ ہے کہ وہ اکثر مرض ایلیخولیا میں مبتلا رہتے ہیں۔ یہہ اُنکا قصور نہیں میرزا صاحب کی پُٹھی ہی ایسی چڑھی ہوئی ہے کہ سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا کر دکھاتی ہے چنانچہ بات بات پر منہ کی کھاتے ہیں مگر دروغ و تکذیب کو نہیں چھوڑتے اول آپ مان تو گئے ہیں کہ مسیح صلیب پر چڑھائے گئے لیکن مرے نہیں حالانکہ قرآن اِس بات کا قائل ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیات میں بیان ہو چکا ہے جس کو آپ تردید و تنسیخ کرنا چاہتے ہیں۔ عجب آپکا ایمان ہے کہ ایک جگہ اعتراف دوسری جگہ انکار۔ دیکھئے یہوداہ جس نے اُسکو پکڑوایا وہ حاکم جس نے حکم دیا کہ اُسکو صلیب دی جاوے۔ اور اُس حاکم کی بیوی تینوں نے اُس کے حق میں گواہی دی کہ وہ بیگناہ تھا متی ۲۷/۴-۱۹-۲۵ آیات جب مسیح صلیب پر تھا بارہ بجے سے لیکر تین بجے تک اندھیرا رہا جب وہ مؤا ہیکل مقدس کا پردہ نیچے سے اوپر تک پھٹ گیا۔ بڑا بھونچال آیا۔ بہت سی قبریں کھل گئیں۔ اور کتنے مقدس لوگ جو مر گئے تھے۔ زندہ ہوئے اور صوبہ دار نے بھی جس نے اُسکو صلیب دی تھی کہا۔ بیشک یہہ خدا کا بیٹا تھا۔ چنانچہ یہہ واقعات اُس پر گواہی دیتے ہیں کہ خدا نے اُسکو بھیجا تا کہ وہ گنہگاروں کے عوض میں صلیب پر کھینچا جاوے متی ۲۷ باب ۱۹-۲۴-۴۵-۵۴ آیات۔

ایک چور جو اُس کے ساتھ صلیب پر کھینچا گیا۔ اُس نے مسیح کو پہچانا۔ کہ یہہ خداوند اور بادشاہ ہے اُس نے کہا کہ اے خداوند کہ جب تو اپنی بادشاہت میں آوے مجھے یاد کیجیو لوقا ۲۳ باب ۴۲ آیت۔

احمدی صاحب کی خام خیالی کہ پلاطوس کا تعجب کرنا کیا معنے رکھتا ہے مرقس کی انجیل ۱۵ باب ۴۴ آیت کا حوالہ دیکر متلاشیانِ حق کو مغالطہ دیا چاہتے ہیں گویا اِس آیت سے آپ یہہ بات ظاہر کرتے ہیں کہ مسیح نہیں فوت ہوا۔

پھر آپ یہہ بھی خیال فرمائیے کہ جو آدمی خونی ہو اُسکی کیسی نازک حالت ہوتی ہے۔ یہہ بات تو درست ہے کہ وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائیگا مگر ڈر ڈر کر اُس کی جان سوکھی جاتی ہے گویا نصف جان اُس کے قالب سے قضا کر جاتی ہے۔

لیکن مسیح جو خدا کا برہ ہے جس پر تمام دنیا کے گناہ کا بار تھا۔ دیکھو لوقا ۲۲ باب ۴۴ آیت اور وہ جانکنی میں پھنس کے بہت گڑگڑا کے دعا مانگتا ہے اور اُس کا پسینا لہو کی بوند کی مانند ہو کر زمین پر گرتا تھا ایسی حالت میں تو اُس کا بدن صلیب دینے سے پہلے ہی کمزور و ناتوان ہو چکا تھا۔ جناب اب تعجب کو کہاں جگہ رہی۔ ذرا آپ مرقس کی انجیل ۱۵ باب کی ۴۵ آیت سے ۴۴ آیت کا مقابلہ کر لیجئے۔ جس کے پڑھنے سے آپ کو فوراً یقین ہو جائیگا کہ فی الحقیقت مسیح مر گیا تھا۔ متی ۲۷: ۵۰ آیت۔ پلاطوس کو مردہ مسیح پر رحم آیا مگر جیتے مسیح پر رحم نہیں آیا مرقس کہتا ہے کہ پلاطوس نے تعجب کیا کہ مسیح ایسا جلد مر گیا۔ اس نے صوبہ دار کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا وہ مر گیا اور بعد دریافت یوسف کو اُسکی لاش بخش دی یعنے بطور بخشش کے اُسکو لاش دی۔ جیسا کہ استثنا ۲۱/۲۲ میں حکم تھا کہ ساری رات لاش درخت پر نہ رہے جو صلیب دیا جاتا ہے

وہ خدا کا ملعون ہے۔ پس مسیح اس آیت کے بموجب ہماری لعنت اپنے اوپر اُٹھا کر لعنتی ہوا گلاتی ۳/۱۳ محمدی لوگ لعنت کے لفظ کو سنکر بڑا استہزا کرتے ہیں اور عیسائیوں کو چشم حقارت سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ لوگ ایسی بات کہکر مسیح کی بے عزتی کرتے ہیں۔ پر وہ ذرا تحمل و غور سے اِس بات پر فکر کریں تو معلوم ہوگا کہ اس بات سے مسیح کی بیعزتی نہیں ہوتی مگر بڑی بھاری عزت ثابت ہوتی ہے کہ اُسنے دنیا کو یہانتک پیار کیا کہ اُنکی بدکاری اپنے اوپر اُٹھاکر اُنکی سزا کی آپ برداشت کی۔ اِس جگہ سے اُس کا کمال رحم ظاہر ہے۔ اگر وہ اپنی خطاؤں کے سبب لعنتی ہوتا تب اُسکی بڑی بے عزتی تھی مگر جب اُس نے دوسروں کی خطا اپنے اوپر اُٹھاکر یہہ خطاب لیا تو اُسکی فضیلت ہے۔

پلاطوس نے صوبہ دار کو بلاکر جو اُسکی موت کی گواہی لی یہہ اس لئے بھی ہوا کہ اسکی حقیقی موت پر گواہی ہووے احمدی صاحب کا خیال و گمان باطل ہے کہ مسیح نہیں موا اُسکی تردید کے لئے صوبہ دار اور پلاطوس اور دفن کنندوں کی گواہی بس ہے۔

پھر احمدی صاحب کا لایعنی خیال اگر مسیح مر جاتا تو بھالا مارنے پر اُسکی پسلی سے لہو پانی کیوں نکلتا؟ یوحنا کی انجیل ۱۹/۳۴ اس آیت کے پڑھنے سے صاف عیاں ہے کہ اُسکی پسلی کیوں چھیدی۔ ایک سپاہی کو اس کام کی اجازت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئی کہ مسیح کی پسلی بھالے سے چھیدے۔ اور اسمیں ایک نہایت اعلیٰ مقصد تھا جو تمام جفاکشی کا حاصل تھا پسلی چھیدی جسنے بھالا مارا اور گہرا و کشادہ زخم کیا جس میں ہاتھ جاسکتا تھا یہہ ٹانگیں توڑنے سے بھی زیادہ بیمناک ہوا۔ وہ بے ایمان لوگ ہیں جو بے انصافی سے کہتے ہیں کہ مسیح صلیب پر سے سسکتا ہوا اترا اور بالکل مر نہیں گیا تھا۔ اُنکا جواب یہہ بھی ہے کہ اگر سسکتا اترا تھا تو اُس بھالے نے جان کی رمق اُس میں کیونکہ چھوڑی تھی بھالا تو ایسا کارگر لگا تھا کہ اُس کا جگر بھی چھیدا گیا تھا جس میں سے لہو اور پانی نکلا تھا کیا وہ جس کا جگر بیدھا جائے زندہ رہ سکتا ہے؟ ڈاکٹر اور حکماء حاذق فرماتے ہیں کہ اگر شدت جانکنی ہو اور دیر تک رہے تو ایک قسم کی رطوبت دل اور دل کے پردوں کے اندر پیدا ہوجاتی ہے اور کبھی کبھی بہتایت سے ہوتی ہے اگر بالفرض مسیح میں کچھ جان باقی ہوگی تو اسوقت نکل گئی تھی۔ کیونکہ مردے کے قلب سے خون کا اخراج جان کا اخراج ہے بہرکیف مسیح ضرور مر گیا تھا۔

لیکن جس وقت وہ زندہ ہوا اُس نے اپنے تئیں شاگردوں کو دکھلایا لوقا ۲۴/۳۹ میرے ہاتھ پاؤں کو دیکھو کہ میں ہی ہوں اور مجکو چھوؤ ما بعد اس کے ایک شاگرد کم اعتقاد ہوگیا تھا۔ دیکھو یوحنا ۲۰/۲۵-۲۷-۲۹ آیات۔

تب شاگردوں نے اُسے کہا کہ ہم نے خداوند کو دیکھا ہے پر اُس نے انہیں کہا جب تک میں اُس کے ہاتھوں میں کیلوں کے نشان نہ دیکھوں اور کیلوں کے نشانوں میں اپنی انگلی نہ ڈالوں اور اپنے ہاتھ کو اُس کے پہلو میں بھی نہ ڈالوں یقین نہ کرونگا۔ مسیح کا جواب پھر اُس نے تھوما کو کہا کہ اپنی انگلی پاس لا اور مرے ہاتھوں کو دیکھ اور اپنا ہاتھ پاس لا اور آ سے میرے پہلو میں ڈال اور بے ایمان مت ہو بلکہ ایمان لا۔ تھوما نے جواب میں اُسے کہا اے میرے خداوند اور اے میرے خدا۔ یسوع نے اُسے کہا اے تھوما اس لئے کہ تو نے دیکھا تو ایمان لایا ہے مبارک وہ ہیں جنھوں نے نہیں دیکھا تو بھی ایمان لائے احمدی صاحب کی تیسری بات کا جواب بھی ان آیتوں میں پورا ہوجاتا ہے کہ مسیح خدا اور ابن اللہ بھی نہیں تھا۔ اسی باب کی ۲۸ آیت یعنے تھوما کے جواب سے اُسکی الوہیت ثابت ہے کہ مسیح خدا ہے پھر صوبہ دار کا اقرار کہ یہہ بیشک خدا کا بیٹا ہے۔ دیکھو قلسی ۲/۹ بقول احمدی کہ وہ نرا انسان ہے۔ جناب من یہہ ایک عمیق راز ہے لکھا ہے کہ کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ متی ۱۱/۲۷ یہہ بھی لکھا ہے کہ باپ ان چیزوں کو داناؤں اور عقلمندوں سے چھپاتا اور بچوں پر کھولتا ہے۔ اگر وہ خدا نہ ہوتا تو اُس سے نجات کا کام پورا نہ ہوتا۔ اور اگر انسان ہی ہوتا تو انسان کا گناہ اُس سے رفع نہ کیا جاتا پس ثابت ہے کہ وہ کامل خدا اور کامل انسان تھا۔ احمدی صاحب کا ایک اور بیہودہ خیال کہ یونس زندہ ہی مچھلی کے شکم میں گیا تھا یا مرکر صاف ظاہر ہے کہ یونس زندہ ہی مچھلی کے پیٹ میں گیا تھا۔ برخلاف اِس کے کہ اگر مسیح مرکر زمین میں گیا۔ تو مماثلت کہاں ثابت ہوئی۔ دوئم یہہ کہ مسیح نے تمام عمر اِس نشان کے سوا دوسرا کوئی نشان نہیں دکھایا۔ ذرا کرپا کر کے تعصب کو دھت کو چھوڑ کر مسیح کے کلام کی طرف غور کریں کہ۔ وہ کیا فرماتے ہیں کہ جیسے یونس تین دن تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن انسان کا بیٹا تین دن و تین رات زمین کے دل میں رہیگا اِس تشبیہہ کو مسیح نے دو بار بیان کیا ہے ایک تو اس جگہ دوسرا متی ۱۶ باب ۴ آیت میں دیکھو مسیح سے سارا نوشتہ کامل ہوتا ہے یہہ بات مشکل ہے کہ یونس نبی مسیح کا نمونہ مرنے اور جینے میں بالکل ٹھیک ٹھیک ہوے کیونکہ مشبہ و مشبہ بہ میں من کل الوجوہ مناسبت نہیں ہوتی فرق ضرور رہتا ہے۔ جیسے اسرائیل خدا کا بیٹا اور بندہ کہلایا چنانچہ خداوند مسیح بھی بیٹا اور بندہ کہلایا لیکن اسرائیل خدا کا بیٹا اس لئے کہلایا کہ خدا کا اکلوتا بیٹا مسیح اُن میں تھا یسعیاہ ۴۳/۹ افرنی ۴/۲۲ - یہودی اس بات کو مانتے تھے کہ اسرائیل مسیح کا مشبہ اور مسیح مشبہ بہ ہے اس طرح

اضحاق کے عیوض جو اور یوسف کا بکنا اور ہر روز کی قربانیوں سے گونہ مشابہت کے سوا اور کیا مشابہت ہے اسی طرح جی اٹھنے کی بابت جو جو نمونہ جات یہہ سب تمثیلی تھے۔ مثلاً یوسف کا قید خانہ سے نکلنا اضحاق کا قربانی سے جیتا آنا دانیل کا شیروں کی ماند سے جیتا نکلنا یونس کا مچھلی سے بر آنا یہہ بالفرد اُسکی زندگی کا نمونہ تھے جن میں ایک گونہ تشبیہ تھی۔ دیکھو عبرانی ۱۹/۱۱ پس یونس کی تشبیہ ایسی تشبیہ ہے جیسے سب تشبیہات کا درجہ ہے بری حرامکار قوم آسمانی نشان چاہتی ہے۔ کون چاہتی ہے قوم یعنے سب لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں مسیح فرماتے ہیں کہ کوئی نشان دیا نہ جائیگا۔ اُس نے ایسے بے ایمانوں کو کوئی نشان کبھی نہیں دکھایا دیکھو لوقا ۲۳/۹ مرقس ۸/۱۲ کیونکہ اُس نے اپنے موتی خنزیروں کے آگے پھینکنا نہ چاہا۔ والسلام +

راقم ق۔ الف۔ خ۔ اقل۔ ش

ضروری اطلاع

خریدارن اخبار ہذا کی خدمت میں التماس ہے کہ جن صاحبان کے ذمہ زرِ چندہ بابت اخبار امسال باقی ہے از راہ مہربانی ۲۰ اکتوبر سے پہلے پہلے دفتر ہذا میں ارسال فرماوین ورنہ بعد تاریخ مقررہ ہذا کے اُنکے نام وی پی بھیجا جائیگا۔ اُمید ہے کہ ہمارے معزز خریدار وی پی کی نوبت نہ پہنچنے دینگے +

(اڈیٹر)

مشن فیلڈ

۲۷ ستمبر کی شام کو کلکتہ کے بائیبل ہوس میں پچاس سے زیادہ اشخاص حاضر تھے انہوں نے بعد دعا اور غور و فکر کے بالاتفاق اس رائے کو تسلیم کر لیا ہے کہ ایک کلکتہ پریئیر سرکل منعقد کیا جاوے +

احمد آباد کی ایم۔ ای مشن کے پادری رابرٹ وارڈ اور انکی میم صاحبہ ۲۳ ستمبر کو فرلو پر روانہ ہوگئے۔ پہلے وہ لندن میں جائینگے بعد کو امریکہ روانہ ہو نگے +

پادری فاس ویسٹکاٹ صاحب چھوٹا ناگپور کے بشپ مقرر ہو نگے۔ آپکا تقدس بدست میٹرو پالٹن صاحب ہوگا جنکی استعانت میں لاہور لکھنؤ اور ناگپور کے اور غالباً مدراس اور ٹناولی اور مدارا کے بشپ صاحبان بھی ہوں گے۔ آپکا تقدس یکم نومبر کو الہ آباد کے آل سینٹس کتھیڈرل میں ہوگا +

۱۸ اکتوبر کو پادری سی ایچہ گل صاحب ایم اے انگلستان میں ٹراونکور کی عہدہ بشپی کے لئے مخصوص کئے جائینگے۔ مسٹر گل کے ساتھہ چار اور پادری صاحبان کا تقدس ہوگا۔ مسٹر گل ۲۹ اکتوبر کو مارسلیز سے روانہ ہو کر اپنے علاقہ کا چارج لینے کے لئے ٹراونکور میں وارد ہو نگے +

نارتھ انڈیا بائیبل سوسائٹی کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ سال ایک لاکھہ ۷۰ ہزار ۰ سو ۸۳ کا پیان مقدس نوشتوں کی فروخت ہوئیں مشن کے کتب فروشوں نے کل ۳۰۸ بائیبلیں ۱۶۵۳ جلدیں نئے عہدنامہ کی اور ۷۰۷۹۲ جلدیں بائیبل کے متفرق حصے فروخت کیں۔ بائیبل ومنوں نے جو تعداد میں ۱۶ ہیں ۷ ۲۹۵ کا پیان مقدس نوشتوں کی تقسیم کیں۔ ۱۷۰ مستورات کو پڑھنا سکھلایا۔ اور ۱۹۲۵ آدمیوں سے دینی گفتگو ہوئی +

دلچسپ معلومات

انسانی نشو نما کا زمانہ۔ خیال کیا جاتا کہ وہ بچے جو ستمبر اور فروری کے درمیان پیدا ہوتے ہیں ایسے دراز قد نہیں ہوتے جیسے وہ بچے جو موسم گرما اور بہار کے مہینوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور مارچ سے اگست تک بچے بڑی سرعت کے ساتھہ بڑھتے ہیں۔ انسان کے اعضاء مثل ہاتھہ پیر اور ناک کان وغیرہ سولہ برس کی عمر تک بڑی تیزی سے بڑھتے رہتے ہیں مگر تیسویں برس تک انکا بڑھنا بہت ہی آہستہ ہوتا ہی ٹانگیں خصوصاً دسویں اور سترھویں برسوں کے درمیان بڑھتی ہیں۔ عام نتیجہ اس اندازہ کا یہہ ہے کہ انسانی نشو و نما کے چھہ زمانہ ہیں۔ پہلا زمانہ ۶ یا ۸ سال تک ہے جسمیں جسم کا بڑھنا نہایت ہی عجلت کے ساتھہ ہوتا ہے۔ دوسرا زمانہ ۱۱ سے ۱۴ سالوں تک کا ہے۔ اِس میں بڑھنا آہستگی سے ہوتا ہے تیسرا زمانہ ۱۶ سے ۱۷ سال تک۔ اور چوتھا زمانہ میں تیس سال تک قد اور پچاس سال تک سینہ کی گولائی بہت کم بڑھتی ہے۔ پانچواں زمانہ آرام کا ہوتا ہے۔ اور اس زمانہ کا عرصہ تیس سے پچاس برس کی عمر تک کا ہے۔ چھٹے زمانہ میں جسم ہر پہلو سے گھٹنے لگتا ہے +

قدیم ترین اور دن میں تین مرتبہ نکلنے والا اخبار۔ ایک چینی سرکاری اخبار بنام کِن پیپ دنیا کا قدیم ترین جرنل ہے۔ جسکی تاریخ سنہ ۹۱۱ء تک پہنچتی ہی ۱۳۶۱ء میں یہہ ہفتہ وار ہوا۔ سنہ ۱۸۰۰ء میں روزانہ اور اب دن میں تین مرتبہ نکلتا ہے۔ اسکی معین اشاعت ۸ ہزار

کاپی ہے۔ صبح کو اسکی اشاعت زرد کاغذ پر ہوتی ہے اور تجارتی معاملات سے متعلق ہوتی ہے دوپہر کی اشاعت سفید کاغذ پر اور گلینہ سرکاری معاملات سے تعلق رکھتی ہے۔ اور رات کو سیاہ کاغذ پر طبع ہوتی ہے۔ اور مضامین اس کے متفرقات ہوتے ہیں۔

ریلوے میں مستورات ملازم - روس کی ریلوں میں مستورات ملازموں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ تازہ ترین رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پچیس روسی سٹیٹ ریلوں پر ہائیس ہزار عورات سے کم پھاٹکوں پر متعین اور کلرک اور محکمہ تار برقی میں نہیں ہیں اُن کے واسطے تنخواہ سالیانہ ایک سو پینتیس ۱۳۵ روبلس ہیں۔ یعنی ۱۳ پونڈ ۱۹ شلنگ ۲ پنس سے ۱۳ پونڈ ۹ شلنگ - ۱ پنس ہے۔ اس حساب سے عورت کلارک اوسطاً ۴۰۵ سے ۴۰ روبلس یا قریب ۴۸ پونڈ لیتی ہے مگر دیگر مستورات جو ریل پر کام کرتی ہیں صرف چالیس روبلس یعنی ۴ پونڈ ۵ شلنگ سالیانہ پاتی ہیں۔ علاوہ اس کے مکان رہائش اور دیگر متفرق اجرت مفت میں ملتی ہے۔

آفتاب کی تمازت سے گردش کرنیوالا پتھر - گرینٹ پتھر ایک بڑا سا گولا جس کا وزن دو ٹن یعنی قریب ۵۶ من ہے اور جو ماہیو (واقعہ امریکہ) کی ایک قبرستان میں رکھا ہوا ہے اپنے محور پر بڑی آہستگی کے ساتھ گردش کر رہا ہے۔ گذشتہ پانچ برسوں میں یہ گولہ ۱۳ ۳/۴ انچہ گھوما ہے جبکہ یہ گولہ رکھا گیا تھا تو اس کا غیر شفاف حصہ جو ۱۶ انچہ محیط کا ہے۔ اُس چبوترہ کے جس پر پتھر رکھا ہوا ہے گھیر کے اندر تھا۔ ایک سال کے بعد دیکھا گیا کہ یہ غیر شفاف حصہ آپ کی طرف قبر کی جنوبی رخ کو گردش کر رہا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک بڑا شفاف پتھر کا گولا جس کے اٹھانے کے لئے منجنیق کی ضرورت پڑتی ہے اس سبب سے گردش کرتا ہے آفتاب کی تمازت سے اُس کا ایک یعنی جنوبی پہلو تپ جاتا ہے اور اس وجہ سے وہ پھیل جاتا ہے۔ مگر شمالی پہلو جو عموماً سایہ میں رہتا ہے اس قدر نہیں پھیلتا جس قدر کہ جنوبی پہلو پھیلتا ہے۔ لہذا پتھر ہمیشہ اپنا پہلو بتدریج بدلتا رہتا ہے۔

واقعات اور سانحات

۶ اکتوبر کی شام کو شہر لودیانہ محلہ جہادنی متصل قلعہ ایک ماہیگیر کے مکان میں آگ لگ گئی پھیلتے پھیلتے تمام گرد و نواح کے مکانات میں لگ گئی اور تمام مقامات آن کی آن میں خاک سیاہ ہوگئے نقصان بہت ہوا۔ مگر شاباش ہے صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کی جانفشانی اور تن دہی اور انتظام کے کہ آپ فوراً پمپ اور سپاہیوں کے ساتھ حاضر ہوگئے اور آگ کو فرو کردیا ورنہ خطرہ تھا کہ شہر کے دیگر متصل مکانات میں بھی آگ جالگتی۔ ہمارے سپرنٹنڈنٹ صاحب بڑے بیدار مغز اور مستعد کار ہیں۔ ایسا ہی پولیس سپرنٹنڈنٹ ہر جگہ ہو تو کیا بات ہے۔

ایک رئیس لودیانہ چل بسے - افسوس سے خبر دیجاتی ہے کہ خواجہ غلام محی الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ و مالک اخبار و پریس سول اینڈ ملٹری نیوز اور رئیس لودیانہ شہر ۹ اکتوبر کو اس دار فانی سے رحلت کرگئے۔ آپ سرکار کے بڑے خیر خواہ اور ممد و معاون تھے اور عوام سے انکا نہایت پرخلق اور خیر اندیش برتاؤ تھا انکا اخبار اور پریس بڑا مشہور اور ترقی پر ہے۔ انکا مال اور اخبار اکثر فوجی صیغوں میں بڑا مشہور اور پسند ہے اکثر فوجی کام ان کے پریس میں آیا کرتے ہیں شہر کے رؤسا و عوام کو انکی رحلت سے بڑا قلق گذرا اور سب لوگ انکی حسن اخلاق اور عمدہ سلوک کا بڑے جوش اور خوشی آمیز غم سے چرچا کرتے ہیں۔

بنارس میں پرنس آف ویلز کا خیر مقدم
سرکاری خبر حضور پرنس اینڈ پرنسس آف ویلز کے ورود بنارس کی بابت ذیل کی تفصیل دیتا ہے کہ ۱۹ فروری پیر کے دن آپکا اوخال مہاراجہ صاحب انکا استقبال کرینگے ۵ بجے۔ سہ پہر کو میونسپل ادریس دیئے جائینگے شام کے وقت بنارس کے درمیان سے سواری گذری گی۔ اور سنٹرل ہوس میں ضیافت اڑیگی۔ منگل ۲۰ فروری کو صبح کو کشتی میں بیٹھکر گنگا کے گھاٹوں کا ملاحظہ ہوگا۔ سنہری مندر کی سیر ہوگی۔ مقامی کارخانوں کو دیکھینگے۔ دوپہر کے بعد مہاراجہ کی ملاقات رام نگر میں کرینگے اور دریا پر روشنی اور آتشبازی دیکھنے کے لئے کشتی پر سوار ہوں گے۔ اور پھر نیپال کو تشریف لیجائینگے۔

جعلی نوٹوں کی کثرت - ہمارے دیس کے کاریگر اور موجد بھی یورپ کے کاریگروں اور موجدوں سے کچھ کم نہیں۔ اگرچہ فی الحال سبقت تو نہیں لے گئے مگر انہوں نے اپنے آپکو انکا ہمپلہ بالضرور ثابت کردیا۔ نہ معلوم انگریز کس کس پیچیدہ مشینوں سے نوٹ بناتے ہیں۔ مگر ہمارے دیسی کاریگر بغیر کسی قسم کی مشین کے نوٹ اور روپیہ تیار کرتے ہیں۔ پیپر کرنسی ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ بابت [illegible] سے واضح ہوتا ہے کہ امسال صرف چند ہی جعلی نوٹ دریافت ہوئے اور انکا امتحان بھی کیا گیا۔ ان میں سے تین کلکتہ سرکل کے دس دس روپیہ کے نوٹ ہیں۔ دو بمبئی سرکل کے پانچ اور دس روپیہ کے نوٹ۔ اور ایک مدراس سرکل کے سو روپیہ کا نوٹ ہے۔ کلکتہ سرکل کا پانچ روپیہ والا نوٹ محض سیاہی

اور قلم سے لکھا ہوا ہے۔ دس روپیہ والا نوٹ عام برد ہائیڈ کاغذ پر فوٹو گرافی سے بنایا گیا ہے۔ بمبئی سرکل کا پانچ روپیہ والا نوٹ محض ایک بیڈول نقل ہے جسمیں بہت سے عیب ہیں۔ مدراس سرکل کا سو روپیہ والا نوٹ محض عکسی طبع کا ہے۔ کلکتہ سرکل کا دس روپیہ والے نوٹ کی امسال آزمایش کی گئی اور مجرم رہا کر دیا گیا۔ سو روپیہ والے نوٹ مذکورہ رپورٹ ہذا کا کاریگر بھی رہا کر دیا گیا۔ بمبئی کے دس روپیہ والے نوٹ کے دو کاریگروں میں سے ایک کو چار سال قید سخت کی اور دوسرے کو سات برس کے عبور دریائے شور کی سزا دی گئی۔ اسی جگہ ہزار روپیہ کے نوٹ بنانے والے کو بعد تحقیقات کے رہا کر دیا گیا۔ گذشتہ ۱۹۰۴ کے تین غیر مکمل صورتوں میں سے ایک کاریگر پر ضرور جرم تو لگ گیا مگر دو کا کچھ پتہ نہیں ہے۔

---

۲ ضروری التماس

لودیانہ پریسبیٹری کا جلسہ ۲۴ کو اور سینڈ پنجاب کا ۲۶ر اکتوبر کو لودیانہ میں منعقد ہوگا اس لئے اُن بھائیوں کی جو اس موقعہ پر تشریف لانا چاہتے ہیں خدمت میں التماس ہے کہ وہ ۲۰ر اکتوبر ۱۹۰۵ء سے پیشتر راقم کو مطلع فرما دیں کہ (۱) وہ کونسی تاریخ تشریف لاوینگے؟
(۲) آیا وہ جنرل ٹیبل پر جس کے لئے ۸ر یومیہ مقرر ہے کھاوینگے یا نہیں (۳) آیا وہ کسی خاص قسم کا بندوبست چاہتے ہیں۔

مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء

نیــــــــازمند

این ۔ پریم داس
پاسبان کلیسیا ر شہر لودیانہ

پریسبیٹرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پریسبیٹرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکیمانہ شہادت ہے ستادن برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کر کے پنشن دے دیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً بیالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر پنشن نہیں دیتا ہے اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے۔ جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دینگے درخواست کی جاتی ہے کہ جو اس فنڈ میں شریک ہوں اُن دوستوں کے نام اور پتہ جن کو وہ اس میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔ ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجیں۔

المشتہر

پادری والٹر جے۔ کلارک منیجنگ ڈائرکٹر
نولکھا۔ لاہور۔

ضرورت

چمبہ مشن سکول کے لئے ایک ایف۔ اے پاس شدہ اور تجربہ کار مسیحی ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۴۵ مللغہ روپیہ ہوگی۔
اور جموں کے مشن سکول کے لئے ایک سینئر انگلو ورنیکلر سرٹیفکیٹڈ ہندو مدرس کی ضرورت ہے درخواستیں معہ نقول اسناد۔ پادری جے۔ ہنگسن صاحب کے پاس آنی چاہئیں۔

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ للعہ
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " للعہ " سمعہ
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	عگ	سجر	ے
چوتھائی کالم	سجر	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	سعہ
پورا کالم	عہ	سعہ	سہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	سعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر مابعد کے لئے ار فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول عہ
" " " معہ محصول عہ
قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

ضرورت

اے۔ پی۔ مشن ہائی سکول لودیانہ پنجاب میں اردو فارسی اور عربی کی تعلیم دینے کے واسطے ایک مولوی کی ضرورت ہے۔ مسیحی کو ترجیح دیجائیگی۔
درخواستیں پرنسپل صاحب پادری آر۔ ٹی۔ ٹیسی کے نام آنی چاہئیں

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی۔ ڈی۔ اڈیٹر و منیجر نور افشان کے واسطے مشن پریس لودیانہ ایم۔ وائلی کے اہتمام سے چھپا